قائدِ شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق قدس سرہ العزیز کے

# سفرِ آخرت کا آنکھوں دیکھا حال

## آرمی گراؤنڈ بھر چکا تھا مگر لوگ دیوانہ وار چلے آرہے تھے

جناب احمد حسین زید

"دنیا میں ایسی شخصیات بہت کم ہوں گی جنوں نے اپنے علمی مرتبہ سیاسی مقام، تقوٰی، قائدانہ صلاحیتوں اور ذاتی شہرت کی بنا پر دنیا کے ایک وسیع حلقہ کو اپنا گرویدہ بنالیا ہو اور اپنی ذات اور علم کو اس قدر نافع بنا لیا ہو کہ اپنا ملک ہی نہیں دنیا کے دوسرے ممالک بھی فیض پانے لگیں اور اس شخصیت کو اپنے لئے راہنمائی کا منبع اور مرکز بنالیں۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسی ہی نابغہ روزگار شخصیات میں سے بلند پایہ راہنما، دینی قائد، بیباک اور نڈر سیاست دان، عظیم محقق، حق گو مقرر، مخلص ساتھی وطن کے شیدائی، عظمتِ انسانیت کیلئے برسرپیکار مجاہد اور بے نظیر مشفق استاد و مربی تھے"۔ اسی طرح کے اور بھی خیالات تھے جو لاہور سے اکوڑہ خٹک جاتے ہوئے ۷ ستمبر ۱۹۸۸ء کو رات گیارہ بجے بار بار ذہن میں درآتے تھے۔ اور حزن و ملال اور محرومی کی ایک افسردہ کیفیت طاری کر جاتے تھے میں یہ سفر جناب محمد اکرم صاحب مرتب عزم نو لاہور کی شراکت میں طے کرتے ہوئے بار بار خیالات کے لق و دق صحرا میں کھو جاتا تھا انہی لمحات میں جب حضرت شیخ الحدیث سے اسلام آباد ہوٹل میں مجاہدین افغانستان کے قائدین کے اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ کے موقع پر ہونے والی اکلوتی ملاقات خوشگوار تاثرات چھوڑ جاتی تھی اور ان کا مشفق پر نور اور عجب سرور آور چہرہ نظروں کے سامنے گھوم جاتا تھا یہ ملاقات نہیں کہی جا سکتی کیونکہ اس موقع پر صرف حضرت شیخؒ سے مصافحہ کا موقع ہی ملا تھا ان کی علالت اور پیرانہ سالی کو دیکھتے ہوئے دل نے احترام کے جذبات سمیت مصافحہ سے اگلے مراحل طے کرنے ہی نہ دیئے۔

۷ ستمبر ۱۹۸۸ء کی شب کو دو مرتبہ ویگین نے بے وفائی کی مگر الحمدللہ کہ ۸ ستمبر کو اکوڑہ خٹک پہنچنے والے بیرون شہر کے قافلوں میں ہمارا قافلہ سرِ فہرست تھا کیونکہ ابھی تک بہت کم لوگ آئے تھے۔ جبکہ ہم لاہور سے پہنچ گئے تھے۔

یہ ایک بہت بڑی سعادت تھی جو خداوند قدوس نے عطا فرمائی اکوڑہ خٹک میں صبح پانچ بجے کے قریب جب پہنچے اور گاڑی سے اتر کر پیدل ہی محبوب راہنما کی زیارت اور ان کی یادگار دارالعلوم حقانیہ کو دیکھنے کے لئے بڑھ رہے تھے کہ جامعہ مدنیہ لاہور کے نائب مہتمم اور شیخ الحدیث مولانا سید حامد میاںؒ کے صاحبزادے سید محمود میاں مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ کے صدر مدرس مولانا سید عبدالمالک شاہ، مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کے ناظم مولانا عبدالقدوس قارن اور جمعیۃ علماء اسلام لاہور کے راہنما مولانا عبدالوحید قادری بھی راستہ میں ہی مل گئے دارالعلوم کی جامع مسجد میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے صاحبزادے مولانا حافظ انوار الحق سے ملاقات ہوئی اس موقع پر بھائی پھیرو جمعیۃ طلباء اسلام کے راہنما جناب شبیر احمد عثمانی بھی ملے ان کی زبانی ترجمان اسلام کے چیف رپورٹر مولانا اللہ وسایا قاسم کی موجودگی کا علم بھی ہوا۔ ان کی تلاش ہوئی تو وہ تھوڑی تگ و دو کے بعد ہی مل گئے۔ ان کی معیت میں مولانا قاری محمد رمضان مرتب خطبات حقانی سے ملاقات کا موقع ملا اور پھر دارالعلوم حقانیہ کے قابلِ فخر ماہنامہ الحق کے نائب مدیر اور موتمر المصنفین کے رفیق جناب مولانا عبدالقیوم حقانی سے ان کی رہائش گاہ پر شرف نیاز ہوا۔ انہوں نے از راہِ شفقت چائے سے نوازا۔ صبح پونے نو بجے کے قریب حضرت شیخؒ کی میت گھر سے دارالعلوم حقانیہ لائی گئی اور اسی دارالحدیث میں رکھی گئی جہاں وہ

طلبا کو حدیث پڑھانے کے ساتھ ساتھ درس جہاد دیا کرتے تھے۔ ان کی میت کو اس جگہ دیدارِ عام کے لئے رکھا گیا۔ رفتہ رفتہ لوگوں کا ہجوم بڑھتا ہی گیا اور ہجومِ عاشقان اشک بار آنکھوں سے دارالحدیث اور بالائی منزل دارالحدیث سے حضرت شیخ الحدیثؒ کے چہرے کو آخری بار دیکھنے انہیں سلام پیش کرنے اور ان کی نورانی صورت کو تا زیست اپنی آنکھوں میں نقش کرنے کے لئے دیدار میں لگ گیا۔ متعدد سیڑھیاں استعمال ہوئیں۔ کئی دروازے مخصوص ہوئے مگر دھکم پیل کے بغیر کسی کو بھی زیارت شیخ نصیب نہ ہوئی۔ اس موقع پر جمعیتہ طلباء اسلام الحق فورس نے مثالی انتظامات کر رکھے تھے اور ہر جگہ نظم وضبط اور ترتیب دیکھنے میں آئی۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب سے جامعہ مسجد دارالعلوم میں سلام عرض کرنے کا موقع ملا۔ مختصر چیک سیک کے بعد ہم پنڈال میں آ گئے جو احاطۂ دارالعلوم میں بنایا تھا۔ جہاں کرسیوں اور چارپائیوں پر لوگ براجمان تھے، مسجد، پنڈال بلکہ پورا دارالعلوم لوگوں کے انبوہ کثیر کا منظر پیش کر رہا تھا۔ یہ سب لوگ عقیدت کے جذبات لئے، محبت کے احساسات لئے اور احسان مندی کی کیفیات لئے، غم واندوہ کی تصویر بنے پرنم آنکھوں کے ساتھ کراچی سے خیبر کیا سرحدوں کی قیود سے آزاد ہو کر کھینچے چلے آئے تھے جبکہ دوسری طرف پنڈال میں تقاریر کی جا رہی تھیں اس موقع پر جن حضرات نے اپنے جذبات بے پایاں کا اظہار کیا ان میں شیخ الحدیث مولانا حسن جان، مولانا ضیا الدین ایبٹ آباد، مولانا عبدالقیوم حقانی، پیر طریقت حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی (اٹک) بھی شامل ہیں۔

ان اجتماعات کے خاتمہ کے اعلان سے پہلے ہی وقت کم ہونے کی وجہ سے لوگ تقریباً سوا کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع آرمی گراونڈ کی طرف پیدل، گاڑیوں اور موٹروں پر سوار ہو کر چل پڑے۔ سڑک پر اس قدر ہجوم ہو گیا کہ ٹریفک رک گئی کئی لوگوں نے اظہار غم کے لئے بازووں پر سیاہ پٹیاں باندھ رکھی تھیں۔ لوگ قرآنی آیات کی تلاوت کے ساتھ ساتھ مختلف وظائف اور اوراد پڑھ رہے تھے۔ سورج بھی اپنی پوری تمازت کے ساتھ چمک رہا تھا۔ اور اس نے آفتاب علم کی زیارت کے لئے اپنے راستہ میں حائل ہر رکاوٹ کو اپنی کرنوں کی حدت اور شدت سے ختم کر دیا تھا۔ اس شدید گرمی اور چلچلاتی دھوپ میں اہل اکوڑہ خٹک نے جگہ جگہ پینے کے پانی کا رضاکارانہ بندوبست کر رکھا تھا۔ جنازہ کی اگلی صفوں میں جگہ پانے اور حضرت شیخؒ کے سفرِ آخرت کو دیکھنے کے لئے ہر شخص بے تابانہ چلا آرہا تھا اور اس کوشش میں تھا کہ وہ پہلے ہی آرمی گراونڈ پہنچ جائے۔ اس موقع پر اہل اقتدار بھی موجود تھے اور اہل علم بھی نظر آرہے تھے۔ بہت سے شیوخ الحدیث، پیران طریقت، ماہرین سیاست، مفسرین قرآن، فقہائے امت، راہنمایان ملت اور کارپردازان حکومت، اساتذہ فنون وحرب اور شاگردان ومریدان اور اہلکاران و کارکنان سبھی اپنی اپنی حیثیت اور شناخت کو بھول کر بڑھے چلے آرہے تھے۔ قافلوں کے قافلے آرہے تھے۔ اور آرمی گراونڈ کے علاوہ گرد ونواح کی خالی جگہوں، درختوں اور اونچی نیچی جگہوں پر جہاں جسے جگہ مل رہی تھی وہیں کھڑا ہو جاتا تھا۔

محدث کبیر، بطل جلیل، آفتاب علم وسیاست، واقف اسرار ورموز حقیقت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ ۸۷ سال تک دنیائے فانی میں اپنے لافانی نقوش چھوڑ کر روانہ ہو رہے تھے، ان کی میت کو دارالحدیث سے گاڑی پر رکھا گیا، فدائیوں اور جانثاروں کا ایک ہجوم تھا۔ جو گاڑی کے آگے پیچھے بے تابانہ دوڑ رہا تھا۔ ٹریفک منجمد ہو کر رہ گئی۔ سورج اپنا کام کر رہا ہے اور گاڑی کے ساتھ دوڑنے والے اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔ نہ انہیں سورج کی تمازت کا فکر ہے نہ گرمی کا ہوش ہے۔ یہ ہوش وخرد سے عاری باشعور لوگ دوڑتے چلے آرہے ہیں کہ یہ رفاقت، شیخ کا آخری مرحلہ ہے اس کے بعد وہ چہرہ نظر ہی نہیں آئے گا جس سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سکون وقرار ملا کرتا تھا۔ جنازہ آرمی ہاؤس پہنچا تو اعلان ہونے لگے کہ صفیں درست کریں اور بیٹھ جائیں اس موقع پر دارالعلوم حقانیہ کے مجلس شوریٰ کے فیصلے کے مطابق حضرت مولانا پیر قاضی زاہد الحسینی مدظلہ نے قائد جمعیتہ علماء اسلام مولانا سمیع الحق کی بحیثیت مہتمم اور مولانا پروفیسر انوار الحق کی بحیثیت نائب مہتمم دارالعلوم حقانیہ دستار بندی کی مولانا سمیع الحق کو حضرت شیخ الحدیثؒ کی پگڑی پہنائی گئی شوریٰ دارالعلوم کے فیصلہ کا اعلان خان محمد عباس خان نے کیا اس موقع پر بعض نوجوانوں نے "قائد علما، حق سمیع الحق، سمیع الحق" کے نعرے لگائے نماز جنازہ کا وقت دس بجے کا تھا مگر پونے گیارہ بجے کے قریب نماز جنازہ ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض مولانا انوار الحق نے ادا کئے۔ اس کے بعد میت کو دوبارہ گاڑی پر رکھا گیا اور پھر سے دارالعلوم حقانیہ لایا گیا، فدائی پہلے کی طرح اب بھی ساتھ ساتھ دوڑ رہے تھے۔ جس سے ایک مرتبہ پھر ٹریفک

.رہ گئی۔ حضرت شیخ کے جسدِ خاکی کو دارالعلوم حقانیہ کے مدرسہ حفظ میں لایا گیا جہاں انہیں دعاؤں اور اوراد کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا تدفین کے وقت بھی عقیدت مندوں کا بہت بڑا ہجوم موجود رہا۔ جو اس منظر کو اشکبار آنکھوں میں لپیٹ لینا چاہتے تھے۔ قبر پر مٹی ڈالنے کے بعد بھی لوگوں کا ہجوم موجود رہا جو اب بھی موجود ہے اور عقیدت کے پھول نچھاور کر رہا ہے۔ تدفین کے بعد کافی دیر تک پیر طریقت قاضی زاہد الحسینی مدظلہ قبر کے سرہانے بیٹھ کر اوراد و وظائف میں مصروف رہے۔ ہم بھی اسی منظر کا حصہ بنے رہے اور پھر تصورات میں اس منظر کو سمیٹ کر واپس تشنگی اور محرومی کا ایک احساس اور کسک لے کر لوٹ آئے لیکن عقیدت و محبت اور شیفتگی و وارفتگی کے جو منظر دیکھے ہیں وہ اب بھی نظر کا میں خواب ناک کیفیت کی طرح سمٹے ہوئے ہیں۔ واپسی پر تھکاوٹ اور بے آرامی کا احساس کرتے ہوئے نہ تو حضرت مولانا سمیع الحق سے ملاقات کی اور نہ ہی مولانا عبدالقیوم حقانی کی شفقت سے لطف اٹھایا۔ البتہ صاحبزادہ حامد الحق حقانی نے جس خلوص و محبت کے ساتھ اصرار کر کے روکنے کی کوشش کی اس سے یہ احساس لے کر لوٹے کہ دارالعلوم حقانیہ کا جو پودا شیخ الحدیث نے لگایا تھا وہ مزید بڑھے گا، پھلے گا، اور برگ و بار لائے گا۔ اور اس کی عظمت کو کم کرنے کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکے گی۔ ۸ ستمبر کو شام ساڑھے چار بجے جو اکوڑہ خٹک سے سفر کیا تھا اس میں مولانا محمد اقبال شیردانی اور مولانا اللہ وسایا قاسم بھی ہمارے شریک سفر بنے مگر دونوں حضرات راولپنڈی میں اکیلا چھوڑ کر اپنی اپنی راہ چل دیئے۔

بقیہ صہ ۸۹۳ سے ۔ انسانِ عظیم موت کے دروازے پر

**ایک لمحہ بھی سنت کے بغیر گذرے تو بہت بڑا خسارہ ہے**

جب حضرت شیخ الحدیثؒ خیبر ہسپتال میں انتہائی نگہداشت کے کمرے میں تھے تو اس دوران بخار کی شدت کی وجہ سے ہمیں اُن کی ٹوپی اور پگڑی اتارنی پڑی تھی، حضرتؒ نے یکدم فرمایا میری پگڑی کہاں ہے؟ میں نے کہا کہ آپ کو بخار ہے اُسے ہم نے آپ کے ساتھ ہی میز پر رکھ دیا ہے، فرمایا اگر ایک لمحہ بھی سُنّت پر عمل کے بغیر گذر جائے تو یہ بہت بڑا خسارہ ہے مجھے فوراً پگڑی اور عصا دے دو۔ اور بخار ہونے کے باوجود انہوں نے پگڑی سر پہ باندھ کر عصا کو چارپائی کے ساتھ لگا دیا۔

مَیں افسردہ دُوسرے کمرے میں چلا گیا جہاں پر حضرت مولانا سمیع الحق، پروفیسر محمود الحق، حضرت مولانا انوار الحق اور مولانا اظہار الحق اور میری اہلیہ تشریف فرما تھیں، اُن کو بتایا تو انہیں یقین ہو گیا کہ حضرتؒ رحلت فرمانے والے ہیں، اور ہم سب نے تلاوت شروع کر دی۔

بقیہ صہ ۹۱ :۔ سفر آخرت کا آنکھوں دیکھا حال

گئی، علم و حیا، زہد و تقویٰ، اخلاص و دیانت اور شرافت کا دور لد گیا، معرفت کا قلزم رک گیا، دینی سیادت اور سیاست کی بساط الٹ گئی، جہادِ عزیمت اور ہمہ پہلو دینِ اسلام شریعت و طریقت کی جامع کتاب بند ہو گئی۔

تدفین سے فراغت ہوئی تو ظہر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ نماز پڑھی گئی تو صدرِ پاکستان جناب غلام اسحٰق خان، صوبائی وزیرِ اعلیٰ جناب جنرل فضل حق گورنر سرحد جناب امیر گلستان جنجوعہ، وفاقی وزیرِ اطلاعات الٰہی بخش سومرو، بذریعہ ہیلی کاپٹر دارالعلوم حقانیہ آئے، اپنے سرکاری اعزازات کے مطابق حضرتؒ کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھائی اور وہاں دعائے مغفرت کرنے کے بعد حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ اور برادران سے تعزیت کرنے کے لیے دارالعلوم حاضر ہوئے۔

اس موقع پر عمائدین، قومی رہنماؤں، علماء و مشائخ اور معززینِ قوم کے خطاب کے اقتباسات اور اجمالی روئیداد اگلے صفحات میں ملاحظہ فرما دیں۔


مطبوعات مؤتمر المصنفین ۲۱

**دارالعلوم حقانیہ سے جامعۃ الازہر تک**

پیش لفظ ـــ حضرۃ مولانا سمیع الحق مدیر الحق

تالیف ـــ مولانا مفتی غلام الرحمٰن

- مصر جامعۃ ازہر اور حرمین شریفین کا تازہ اور دلچسپ سفرنامہ۔ مصر کی قدیم و جدید تاریخ۔ ثقافت و معاشرت، مادیت و مغربی تہذیب کی یلغار، اور نقد و تبصرہ۔
- جامعۃ ازہر کی اہمیت، تعلیمی ادوار، عروج و ارتقاء، مشائخ ازہر اور اکابر علماء کے حالات۔
- اہم تاریخی اور مذہبی یادگاروں کا تذکرہ، سبق آموز واقعات اور دیارِ حبیب میں عاشقانہ حاضری کی محبت بھری روئیداد، سہل و سلیس اور دلچسپ اندازِ بیان۔

مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

پشاور ۔ پاکستان